سوال

عقیدہ حا(26)ظر

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولوی ابوداوٗد محمد صادق حنفی بریلوی نے آنحضرت ﷺ کے حاضر ناظر ہونے کے ثبوت میں ایک اشتہار لکھا ہے، جس کے کالم نمبر 2 میں لکھا ہے کہ :

ٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ

، میں مومنین کے ساتھ نبی پاک ﷺ کے ایسے قریب اور نزدیکی کا بیان ہے کہ جس سے زیادہ قریب و نزدیکی نہیں ہوسکتی۔ جب آپ مومنوں کی جانوں سے بھی ان کے اتنے قریب و نزدیک ہیں تو پھر آپ کے حاضر و ناظر ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے؟ تفسیر معالم خازن، مظہری وغیرہ میں اس آیت کے تحت

بد فرمایا [illegible] ''مشکوٰۃ المصابیح'' ص 263 [illegible] مائیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

م السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

کاتب فکر اور شرک کے رسیا حضرات کی ایک خاص تکنیک اور مخصوص ذہنیت ہوتی ہے، جو ان تحریروں میں صاف نظر آتی ہے اور یہ وہ ہے کہ دلائل و براہین کے نام سے جعل سازی، خدع، عیاری اور فریب کاری، بس یہی ان کا مبلغ علم اور سرمایۂ تحقیق ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی ذہنیت یہاں بھی کارفرما ہے۔ اگر

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ یعنی من بعضهم لبعض فی نفوذ الحکم علیهم ووجوب طاعته علیهم فلا یجوز اطاعة الآباء والامهات فی مخالفة امر النبی صلی الله علیه وسلم وهو اولی بهم فی الحمل علی ما کانت طاعتهم للنبی اولی بهم من طاعتهم لانفسهم وذالک لانه عالم بمصالحهم ونجاحهم قال الله تعالی حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔

، کا یہ ہے کہ کہ جنگ تبوک کے وقت آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا تو بعض صحابہ نے کہا کہ ہم اپنے والدین سے اجازت طلب کریں گے۔ اگر اجازت مل گئی تو جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوں گے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ والدین کی اطاعت پر نبی ﷺ کی اطاعت مقدم

، مشکوٰۃ ملک کے حوالہ نقل کی لکھی ہے [illegible] 446 [illegible]

رحال اس حدیث کا مطلب ملا علی قاری حنفی مرحوم کی مرقات شرح مشکوٰۃ سے نقل کیے دیتا ہوں۔ واضح رہے کہ ملا علی قاری کی مرقات پر حنفی حضرات بڑا ناز کرتے ہیں اور فخر سے کہتے ہیں کہ مشکوٰۃ کی شرح میں مرقات سب سے اچھی اور آخری شرح ہے۔ حضرت قاری لکھتے ہیں :

ب: 13] من غَيْرِ اخْتِصَاصٍ بِمَكَانٍ أَوْ زَمَانٍ أَوْ نَوْعِ إِنْسَانٍ فَفِيهِ تَحْرِيضٌ عَلَى التَّقْوَى الْمُنَاسِبَةِ لِلْوَصِيَّةِ عِنْدَ الْمُفَارَقَةِ الصُّغْرَى وَالْكُبْرَى، وَقَدْ قَالَ تَعَالَى : { وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ } [النساء : 131] مَعَ مَا فِيهِ مِنَ التَّسْلِيَةِ لِبَقِيَّةِ الْأُمَّةِ الَّذِينَ لَمْ يُدْرِكُوا زَمَنَ الْحَضْرَةِ وَمَكَانَ الْخِدْمَةِ بِهَذَا الَّذِي سَنَحَ لِي فِي هَذَا

ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی آخری وصیت کرکے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجتے ہوئے فرمایا کہ آئندہ شاید تم میری قبر ہی دیکھو گے تو حضرت معاذ فرط جذبات سے پھوٹ پھوٹ کر رو دیے۔ اس پر آپ ﷺ نے حضرت معاذ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ بھئی رونے کی کیا بات ہے، کیونکہ

گویا اس وصیت میں آپ نے تقویٰ اور پرہیزگاری کی رغبت دلائی [illegible] اور ''مفارقت کبریٰ (موت) میں تقویٰ کی وصیت فرمائی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس حدیث میں بعد میں آنے والی امت کو بھی تسلی دی گئی ہے اگرچہ وہ آنحضرت ﷺ کی مجلس کے فیوض اور دیدار سے محروم ہیں تاہم

، بتائیے کہ اس حدیث میں حاضر ناظر ہونے کی کون سی بات ہے؟ اگر آپ ﷺ بعد از وصال بھی حاضر ناظر ہوتے تو آپ معاذؓ کو فرما دیتے کہ میں دنیا سے جانے کے بعد بھی آپ کے پاس رہوں گا، قبر کا نام لینے اور تقویٰ کی وصیت کرنے کی کیا ضرورت تھی، اور شفاعت کی تسلی دینے کا کیا مطلب تھا؟ اور بقوا

ن اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ آیت کا یہی معنی ہے کہ آپ حاضر ناظر ہیں، تو پھر تمام فوت شدہ مسلمان اور زندہ بھی حاضر ناظر ہیں۔ کیونکہ آیت کے آخری الفاظ یہ ہیں :

رحام بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ ...٦... سورة الأحزاب

ہوئے۔ تو پھر آپ کی خصوصیت کیا رہی؟ علاوہ ازیں مولیٰ بمعنی ''ذمہ دار'' بھی آتا ہے۔ جیسے حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں آیا ہے کہ ''مقروض مرنے والے اور بے سہارا بچوں کا میں ذمہ دار ہوں۔''

ں: 323، ج: 1، باب الصلوۃ علی من شرک دینا اصل الفاظ حاشیہ میں یہ ہیں :

انا مولاہ ای ولیہ''

ت ﷺ نے فرمایا) میں مقروض کے قرضہ کا ضامن ہوں۔''

، ابوہریرہ کی دوسری حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں :

رک کلا فالینا'' (بخاری)

لہذا معلوم ہوا کہ ''اولی بالمؤمنین'' کا معنی حاضر ناظر ٹھہرانا قطعاً صحیح نہیں بلکہ یہ تحریف قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس جرم عظیم سے محفوظ فرمائیں۔ آمین

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص200

محدث فتویٰ